طلاق کاایک مفہوم۔قرآنی نکتہ ءنظر

Quranic Point of View-A Concept of Talaq (Divorce)

Dr. Shakir Hussain Khan

Visiting Teacher Department of Islamic Learning, University of Karachi

Email : Shakirhussaink24@gmail.com

To cite this article:

1. Dr.Shakir Hussain Khan , Jan – June Vol.6 Issue .1(2025) Urdu *Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research*, *6*(1) 17 -27 Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

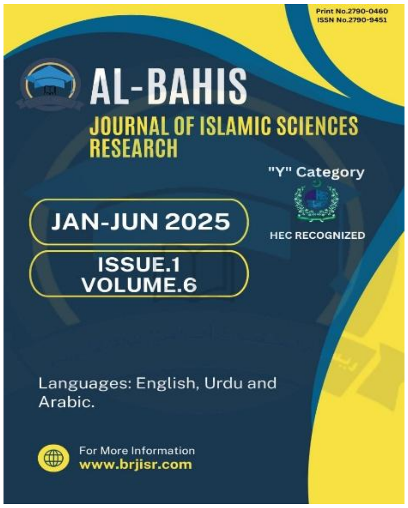

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

طلاق کاایک مفہوم۔قرآنی نکتہ ءنظر

Quranic Point of View-A Concept of Talaq (Divorce)

Abstract

Talaq (Divorce) is a social issue. This problem is also related to human psychology. In Islamic society, the process of separation between husband and wife is called divorce. Halal things include divorce. Allah doesn't like it. It is kept under very necessity and social compulsion in Islam. Divorce affects the future of many lives. Families are Allah, the Lord of the worlds, has .Children lose their value.destroyed, hatreds arise presented the process of divorce in the Holy Quran. Unfortunately, most of the schools of Muslims consider divorce as valid according to their prevailing jurisprudence. Among them, one method is of Hanafia jurisprudence, and one is of Ahl al-Hadith school and one is of Jafriya jurisprudence. The obstacle to solving this problem is this religious blind imitation.
I have tried to present the process of divorce in the light of the Holy Quran in my paper "A definition of Talaq (Divorce) -Qur'anic Point of View". This is a request and advice .Islamic scholars should consider this request .So that many families can be saved from destruction.

Keywords: Talaq , Social issue, Islamic society, Schools of Muslims, Hanafia jurisprudence, Ahl al-Hadith school, Jafriya jurisprudence ,the Holy Quran.

کلیدی الفاظ: طلاق، سماجی مسئلہ ،اسلامی معاشرہ، مسلمانوں کے مکاتب فکر، فقہ حنفیہ ،اہل حدیث مکتب فکر، فقہ جعفریہ ،قرآن مجید۔

تمہیدی کلمات:

طلاق ایک سماجی مسئلہ ہے جس سے کئی جانوں کا مستقبل وابستہ ہوتا ہے۔خاندان برباد ہو جاتے ہیں نفرتیں جنم لیتی ہیں۔بچے رل جاتے ہیں۔جس پر سنجیدگی سے سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔اس مسئلہ کاانسانی نفسیات سے بھی تعلق ہے۔اسلامی معاشرے میں میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کے عمل کو طلاق کہتے ہیں۔حلال چیزوں میں اللہ کی ناپسندیدی چیز طلاق ہے یہ صرف بہت ہی ضرورت اور معاشرتی مجبوری کے تحت رکھی گئی ہے۔اللہ رب العلمین نے طلاق کے عمل کو قرآن مجید میں پیش کیا ہے لیکن مسلمانوں کے اکثر مکاتب اپنے اپنے رائج فقہ کے مطابق طلاق کے عمل کو درست تصور کرتے ہیں۔ان میں ایک طریقہ فقہ حنفیہ کا ہے اور ایک مکتب اہل حدیث کا اور ایک فقہ جعفریہ کا۔ہم نے اپنے اس مقالہ "طلاق کاایک مفہوم (قرآنی نکتہ ءنظر)"میں طلاق کے عمل کو قرآن مجید کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔علمائے اسلام کی خدمت میں یہ ایک مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اس جانب توجہ مبذول کریں۔تاکہ اس مسئلہ کا مستقل حل ہو سکے اور کئی خاندان تباہ ہونے سے بچ جائیں۔

اس مسئلہ کے حل میں سب سے بڑی رکاوٹ اندھی تقلید ہے تو دوسری جانب انگریزوں کا دیا ہوا قانون ہے جس میں چند لوگوں کے مفادات شامل ہیں۔ یہ غیر قرآنی طریقہ مسلسل لوگوں کے گھر برباد کر رہا ہے اور معاشرے کو پھولنے پھلنے بھی نہیں دے رہا۔ اس مسئلے کے حل کے لیے پاکستان اور ہندوستان میں آواز بلند ہوتی ہے پھر دب جاتی ہے۔ یورپ میں ہونے والی ایک کانفرنس جس میں راقم بھی ماہر مضمون کے طور پر براہِ راست بات چیت (آن لائن) میں شریک گفتگو تھا فیصلہ کیا گیا کہ محترم مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی یورپ آمد کے موقع پر ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا کہ "آپ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کو دیکھیں اور ہم یہاں کے مسائل باہمی مشاورت سے حل کر لیں گے کیوں کے یہاں لوگ مسئلہ طلاق کی وجہ سے شیعیہ، اہل حدیث اور قادیانی مذہب اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

سب کو اپنا گھر اور اپنے بیوی بچے پیارے ہوتے ہیں۔ اگر اس مسئلے کی جانب توجہ مبذول نہیں کی گئی، مرغے کی ایک ٹانگ یا کنویں کے مینڈک کے محاورے پر قائم رہے تو بچے کچے لوگ بھی اپنا مذہب و مسلک تبدیل کر لیں گے، فقہ حنفیہ اقلیت میں تبدیل ہو جائے گا۔ قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ کوئی بھی اہل ایمان، اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو، اس کو قرآن مجید کی روشنی میں کوئی مسئلہ سمجھایا جائے تو وہ اسے ہنسی خوشی قبول کر لیتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ طلاق کے مسئلے کو بھی قرآن مجید کی روشنی میں دیکھا جائے اور مروجہ فتویٰ پر نظر ثانی کی جائے۔

پرانے زمانے میں، فاطمہ ثریا بجیا مرحومہ اور حسینہ معین مرحومہ کے ڈرامہ سیریل دکھائے جاتے تھے جس کی آخری قسط میں شادی دکھائی جاتی تھی۔ عصر حاضر میں پاکستانی پرائیوٹ ٹی وی چینلز نے معاشرے میں اپنی جگہ بنالی ہے۔ ان ٹی وی چینلز کے ذریعے پاکستان میں رات آٹھ بجے سے نو بجے پیش کیے جانے والے ٹی وی ڈراموں میں طلاق کو فروغ دیا جاتا ہے۔ وہ تہذیب دکھائی جارہی ہے جو ہماری مشرقی تہذیب سے لگا نہیں کھاتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بے حیائی کا بھی صد باب کیا جائے۔

سابقہ کام کا جائزہ:

ہمارے ہاں عمومی طور پر طلاق کے حوالے سے صرف رسمی اور تقلیدی نوعیت کے کام ہوئے ہیں اور وہ ہے طلاق ثلاثہ۔ کہ ایک وقت میں دی گئی تین طلاق ایک واقع ہو گی یا تین۔ حالانکہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ۔ (طلاق تو دو بار ہے)۔" [1]

اہل سنت فقہ حنفیہ کے ہاں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو تین مانتے ہیں جب کہ اہل حدیث مکتب فکر کے لوگ ایک وقت میں دی گئی طلاق ثلاثہ کو ایک ہی تصور کرتے ہیں۔ ایک اور طریقہ طلاق جو ہمارے معاشرے رائج ہے وہ شیعیوں یعنی فقہ جعفریہ کا طریقہء طلاق ہے جو سنیوں میں رائج رسمی طریقے سے مختلف ہے۔ مختلف کتب فقہ میں مصنفین نے اپنے فقہ کے قول کو مختار مانا ہے۔ طلاق کے عنوان پر چھوٹے چھوٹے کتابچے جو فقہ حنفیہ بریلوی مکتب کی جانب سے شائع ہوئے ہیں ان میں حدیثی روایات اور آئمہ کے اقوال تو نقل کیے گئے لیکن قرآنی آیات سے استدلال نہیں کیا گیا۔ اہل حدیث مکتب کے لوگوں نے سارا زور اس پر دیا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں یعنی ایک ساتھ تین مرتبہ لفظ طلاق طلاق طلاق کہنے سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اس مسئلہ میں پورا معاشرہ فقہ حنفی اور مکتب اہل حدیث کے اختلاف میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ جب کے فقہ جعفریہ کے ہاں طلاق کی شرائط کو قرآن مجید سے اخذ کیا گیا ہے۔

میاں بیوی کا حقیقی دشمن:

طلاق اللہ رب العٰلمین کے ناپسندیدہ افعال میں سے ایک قبیح فعل اور شیطان کا محبوب مشغلہ ہے۔ اللہ رب العٰلمین نے سب سے پہلے جس مقدس رشتہ کا ذکر کیا ہے وہ میاں بیوی کا رشتہ ہے اور شیطان ازل ہی سے میاں بیوی کے رشتے کا دشمن چلا آ رہا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ۔[2]

---

[1] القرآن 2:229
Al-Quran 2 : 229

[2] القرآن 2: 102
Al-Quran 2 : 102

"پس ان سے وہ بات سیکھتے تھے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈالیں۔"

ایک روایت میں ہے کہ :

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ: ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيهِ مِنْهُ، وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ-"[3]

یعنی "جابر کہتے ہیں کہ ،اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: شیطان نے اپنا تختہ پانی پر بچھاتا ہے پھر وہ اپنے گروہ کو بھیجتا ہے اس کے زیادہ نزدیک وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فساد برپا کرنے والا ہے۔ان میں سے ایک چیلا آکر بولتا ہے میں نے یہ یہ کام کیے ہیں، وہ بولتا ہے کہ : تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا، پھر ایک ان سب میں سے، آکر بولتا ہے: میں نے ایک شخص کو چھوڑا ہی نہیں، جب تک کہ اس کے

اور اس کی زوجہ کے درمیان علیحدگی نہ کرادی، کہا: شیطان اس کو اپنے نزدیک کرتا ہے اور کہتا ہے تو سب سے اچھا ہے۔"

قرآن مجید نے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈلوانے کو شیطانی فعل قرار دیا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کے عہد میں شیطان صفت لوگ ایسا عمل سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان علیحدگی ہو جائے۔ اگرچہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔[4] **"شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔"**

لیکن اس کا اور اس کے چیلوں کا عبادالرحمٰن پر زور نہیں چلتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہوا:

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۔ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ۔ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔[5]

"کہا اے میرے رب ! پھر مجھے مردوں کے زندہ ہونے تک مہلت دے۔ فرمایا پس تجھے مہلت دی۔ وقت معین کے دن تک۔ کہا تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کروں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خاص عباد ہوں گے۔ فرمایا حق بات یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں۔ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے سب سے جہنم بھر دوں گا۔"

علمی ذخیرے سے یہ بات پائے ثبوت کو پہنچتی ہے کہ کسی نبی نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی کسی صدیقہ نے اپنے شوہر سے طلاق لی۔ اپنے منہ سے آپ ایک بار کہیں یا ہزار بار کہیں "میں نے تجھے (اپنی بیوی کو) طلاق دی" طلاق واقع نہیں ہو گی۔ ہر کام کا کوئی طریقہ، اصول، شرائط اور آداب ہوتے ہیں۔ اللہ رب العلمین نے طلاق دینے کی شرائط اور طریقہ قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ اگر کوئی ایسی شرعی مجبوری جو انبیاء کرام کو لاحق نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی صدیقہ کو وہ نوبت آن پہنچی کہ وہ طلاق کا مطالبہ کرتی، اگر خدانخواستہ ایسی نازک صورت حال پیش آجائے تو اسلام نے اس کے لیے میاں بیوی کے درمیان علیحدگی اختیار کرنے کی گنجائش رکھی ہے لیکن یہ اسلامی معاشرے کی روش یا طرہء امتیاز نہیں اور نہ ہی عبادالرحمٰن کا شیوہ رہا ہے۔

نکاح کا معنٰی!

---

[3] صحیح مسلم، کتاب قیامت اور جنت اور جہنم کے احوال، باب شیطان کا فساد مسلمانوں میں، حدیث نمبر:7106

Sahih Muslim, Book of the Day of Judgment and the Accounts of Paradise and Hell, Chapter on Satan's Mischief among Muslims, Hadith Number: 7106

[4] القرآن 62 : 43

Al-Quran 43 : 62

[5] القرآن 38 : 79تا85

Al-Quran 38 :79 to 85

اگر ہم طلاق سے پہلے نکاح کے معانی پر ذرا غور کرلیں تو بہتر ہوگا اور ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ طلاق نہیں ہوتی۔ لغت کی رو سے: نَکَحَ، یَنْکِحُ ، کے پہلے معانی، اعتماد ہونے یا ہوجانے کے ہیں۔ مثلاً: نَکَحَ الرَّجُلُ المراَۃَ۔ "آدمی نے عورت سے نکاح کرلیا" (آدمی نے عورت پر اعتماد کرلیا) اور دوسری معانی، جذب ہونے یا ہوجانے کے ہیں۔ مثلاً: نَکَحَ المَطرُ الارض، "بارش نے زمین سے نکاح کرلیا" (بارش زمین میں جذب ہوگئی) اور تیسرے معانی، غالب آنے یا آجانے کے ہیں مثلاً: نَکَحَ النَّعاس عَینہُ، "نیند نے اس کی آنکھوں سے نکاح کرلیا" (نیند اس کی آنکھوں پر غالب آگئی) اور چوتھے معانی اثر کرنے یا کرجانے کے ہیں ۔ مثلاً: نَکَحَ الدَّواۤءُ مَرِضاً " دوا نے مریض سے نکاح کرلیا (دوا نے مریض پر اثر کیا)۔"[6]

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مرد اور عورت کے نکاح کا معاملہ مذکورہ چہار جہتی معنویت کا حامل ہے اور یہ تمام معانی قرآنی اصطلاح نکاح، میں موجود ہیں۔ نکاح کے معانی یہ واضح کرتے ہیں کہ اعتماد کتنی بڑی نعمت ہے۔ انسان ایک دوسرے پر اعتماد کیے بغیر زندگی نہیں گزار سکتے، اگر بارش نہ ہو تو زمین بنجر ہوجاتی ہے، بارش سے زمین سیراب ہوکر سرسبز و شاداب ہوجاتی ہے۔ اگر نیند پوری نہ ہو تو انسان کا دماغ صحیح طور پر کام نہیں کرتا اور مستقل نیند نہ کرنے کے سبب آنکھیں بے نور ہوجاتی ہیں نیند پوری ہونے سے انسان تروتازہ ہوجاتا ہے۔ اگر مریض کو بروقت دوا مل جائے تو اسے صحت و تندرستی ملتی ہے اور اگر مریض کو دوا بروقت نہ ملے تو اس کی طبیعت مزید خراب ہوجاتی ہے بلکہ موت بھی واقع ہوسکتی ہے، ان معانی کی موجودگی میں میاں بیوی کی علیحدگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جب بارش کا پانی زمین میں جذب ہوجاتا ہے تو اس کا زمین سے علیحدہ کرنا محال ہے۔ جب دوا مریض کے جسم میں سراہیت کرجاتی ہے تو اس کا مریض کے جسم سے نکالنا محال ہے۔ اسی طرح جب کسی مرد کا کسی عورت سے نکاح ہوجائے تو وہ کس طرح ٹوٹ سکتا ہے۔؟ اب ہم طلاق کے مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

طلاق کا معنی!

طَلَقَ – طُلُقاً: آزاد ہونا رہا ہونا، چھوٹنا۔- المرءۃُ من زوجھا طلاقاً، نکاح کی قید سے آزاد ہوجانا، طلاق یافتہ ہونا۔

طلاق کے لفظ میں بڑی وسعت ہے یہ مختلف الفاظ کے ساتھ مل کر مختلف معنی دیتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی آزادی اور خوشی اور رحمت کا مفہوم نکلتا ہے۔ مثلاً: طلق یدہ بالخیر: بخشش کے لیے ہاتھ کھولنا۔ طلق فلاناً الشئ: کسی کو کوئی چیز دینا، طَلَقَ اللِّسان: زبان کا سلیس و شیریں گفتار ہونا۔ طَلَقَفُلان: خندہ رو ہونا، خندہ سخن ہونا۔ طَلَقَ الیوم: دن کا خوش گوار ہونا۔ طَلَقَ الماشیۃ: مویشی کو چرانے کے لیے آزاد چھوڑنا۔ طَلَقَ لہ التصرف: کام کی آزادی دینا، کاروائی کا اختیار دینا۔ طَلَقَ الکلام: کسی قید کے بغیر آزادانہ بات کرنا، کلام کو مطلق رکھنا، قید نہ لگانا۔[7]

مندرجہ بالا معنوں سے طلاق کا یہ مفہوم نکلا کہ طلاق کسی کام کے سرانجام دینے کا نتیجہ نہیں بلکہ مسلسل یا جاری چیز یا عمل ہے جیسے دریا کارواں دواں ہونا، چشمہ کا جاری رہنا، جانور کا چرتے رہنا، جب تک پانی دریا میں آتا رہے گا دریا رواں دواں رہے گا۔ جب تک زمین سے پانی نکلتا رہے گا چشمہ جاری رہے گا۔ طَلَقَ الماشیۃ: مویشی کو چرانے کے لیے آزاد چھوڑنا، مویشی چرتا رہے گا اس کے واپس آنے کی امید قوی ہوتی ہے اس جاری عمل کو طلاق کہتے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ طلاق، عدت کے وہ ایام ہیں جس میں بیوی کا اپنے شوہر کے پاس آنے کا امکان قوی ہوتا ہے وہ اپنے شوہر کے گھر میں عدت کے ایام گزارتی ہے اس کو طلاق کہتے ہیں۔ طلاق کے بعد فیصلہ ہوتا ہے کہ بیوی کو شوہر کے ساتھ رہنا ہے یا نہیں۔ طلاق کو فیصلہ سمجھ لینا بے وقوفی، نادانی، کم علمی اور جہالت ہے۔ طلاق ایک کاروائی ہے اس کاروائی میں بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوتی۔

علیحدگی (طلاق) کی شرائط:

---

[6] قاسمی، وحید الزمان، القاموس الوحید، دارالاشاعت، کراچی، جون 2001ء، ص 1704

Qasmi Waheed Zaman , Al-Qamoos AL-Waheed , Darul Ashaat , Karachi June 2001 A.H Pg 1704

[7] قاسمی، القاموس الوحید، ص 1008

Qasmi, Al-Qamus Al-Wahid, p 1008

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے:

وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا۔ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا۔[8]

"اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا خطرہ ہو تو انہیں ملامت کرو اور بستر میں انہیں جدا کر دو اور انہیں مثال دے کر سمجھاؤ، پھر اگر تمہارا کہا مان جائیں تو ان پر الزام لگانے کے لیے بہانے مت تلاش کرو، بے شک اللہ تم پر سب سے بڑا ہے۔ اور اگر تمہیں کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا خطرہ ہو تو ایک منصف شخص کو مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف شخص کو عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں موافقت کردے گا، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبر دار ہے۔"

یعنی اگر بیوی سرکشی پر اتر آئے تو اسے ملامت کرو، نہیں مانتی تو پھر اس کا بستر الگ کر دو، اس پر بھی اس کی سمجھ میں نہیں آتا تو اسے مثالیں دے کر سمجھاؤ، اس پر بھی نہ مانے تو اب حالات خطرناک صورت حال اختیار کر سکتے ہیں کیوں کہ اب فیصلے کا اختیار دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں منتقل ہو رہا ہوتا ہے۔ اور وہ چاہیں گے تو یہ رشتہ سلامت رہ سکتا ہے ورنہ شیطان ان کے ذریعے غلط فیصلہ بھی کرا کر جدائی ڈال سکتا ہے۔ میاں بیوی کو اپنے معاملات میں کسی تیسرے کو دخل اندازی کی اجازت نہیں دینی چاہیے شیطان مختلف رشتوں کی صورت میں بھی میاں بیوی کے درمیان دراڑ ڈال سکتا ہے۔ اس لیے میاں بیوی کو تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور ٹھنڈے دماغ سے اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ اگر طلاق تک نوبت آن پہنچے تو اللہ رب العلمین کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔ اور اپنے افعال پر نظر ثانی کرنی چاہیے اگر معافی و تلافی سے مسئلہ حل ہوتا ہو تو اس کو انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے، معافی و تلافی کر لینی چاہیے۔ تعلقات درست نہ ہونے کی ایک وجہ دوران طلاق عدت کے ایام شوہر کے گھر نہ گزارنا بھی ہے۔ اگر عدت کے ایام شوہر کے گھر گزارنا لازم کر دیا جائے تو نبھاؤ کی صورت نکل سکتی ہے۔ ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو سکتا ہے۔ اگر دونوں کی ملاقات ہو گئی تو طلاق کا دورانیہ منقطع ہو سکتا ہے۔

ایک مجلس میں تین طلاق دینے کا مسئلہ:

نومبر 1973ء کو احمد آباد، انڈیا میں، ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے تحت ایک علمی مذاکرہ منعقد ہوا تھا۔ احمد آباد میں منعقد ہونے والے علمی مذاکرہ میں پڑھے گئے مقالات کو مجموعہ کی صورت میں "ایک مجلس کی تین طلاق" کے نام سے پاکستان میں نعمانی کتب خانہ، لاہور نے اکتوبر 1979ء کو شائع کیا تھا۔ اس مجموعہ مقالات، کی اشاعت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مذکورہ کتاب کے ناشر، محمد عطاءاللہ حنیف بھوجیانی امیر جمعیۃ اہل حدیث لاہور، عرض ناشر، کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں "پاکستان میں بھی گزشتہ کئی سال اوپر "دعوتِ فکر و نظر" کے عنوان سے ہماری ملک کے ایک فاضل اہل قلم جناب مولانا (پیر، محمد) کرم شاہ صاحب فاضل جامعہ ازہر آف بھیرہ نے بھی جو (حنفیت کی شاخ) بریلوی مکتب فکر کے ایک روشن خیال عالم اور ممتاز رہنما ہیں اس مسئلے میں ایک پُرمغز مدلل و تفصیلی مقالہ بڑی دردمندی و دلسوزی سے شائع کر دیا تھا۔"[9]

چناں چہ اس کتاب میں جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کے "مقالے" کو بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ پیر صاحب نے مذکورہ مقالہ، مصر کے حنفی علما سے متاثر ہو کر تحریر کیا تھا۔ جس میں انہوں نے اپنے موقف کے حق میں دلائل دیے اور یہی ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں ایک ہی تصور کی جائیں۔

---

[8] القرآن 4 : 34 -35

Al-Quran 4 : 34-35

[9] بھوجیانی محمد عطاءاللہ حنیف، مجموعہ مقالات علمیہ ایک مجلس کی تین طلاق، لاہور، نعمانی کتب خانہ، 1979ء، ص 3

Bhojiani, Muhammad Ataullah Hanif, Collection of Theological Articles on Three Divorces in a Meeting, Lahore, Nomani Library, 1979, p 3

علمائے احناف میں پیر محمد کرم شاہ الازہری کا موقف اس مسئلہ میں کوئی نیا نہیں بلکہ ان سے پہلے بھی بعض حنفی علماء نے اس مسئلے میں دیگر علمائے احناف سے اختلاف کیا ہے۔ پیر صاحب رقم طراز ہیں کہ "بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس طرح صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے باقی لغو ہوتی ہیں۔ علماء مصر نے جن میں علماء ازہر بھی شامل ہیں زمانہ کے بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر قول ثانی کو ترجیح دی ہے اور اب مصر اور کئی دوسرے اسلامی ممالک میں شرعی عدالتیں اسی قانون پر عمل پیرا ہیں۔"[10]

انجمن یار سول اللہ (ٹرسٹ)، شاہ فیصل کالونی کراچی کے رہنما، شہزاد احمد خان "ضروری گزارش" کے تحت رقم طراز ہیں "مصر کے فقہائے احناف نے 1929ء میں آن واحد کی تین طلاقوں کے اصول کو یکسر ختم کر دیا ہے اور قانون یہ بنایا ہے کہ ایک ہی نشست میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جائے گا اسی قسم کا قانون سوڈان نے 1935ء میں، اردن نے 1951ء میں، شام نے 1953ء میں، مراکش نے 1958ء میں، عراق نے 1959ء میں اور پاکستان نے 1961ء میں نافذ کیا ہے۔[11]

مذکورہ وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق ثلاثہ (یک مجلس میں دی گئی یکجا تین طلاقیں) یعنی ناجائز و حرام اور غیر شرعی طریقہ طلاق، کے ایک یا تین واقع ہونے کے بارے میں دو نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ تین طلاق واقعہ ہو جاتی ہیں اور دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ طلاق ثلاثہ کا مسئلہ، مسلمانوں کے اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔ اس امر میں تو سب متفق ہیں کہ قرآن مجید نے طلاق کا جو طریقہ بتلایا ہے وہ یہ کہ طلاق تین طہر میں دی جائے اور تین طلاقیں ایک طہر میں دینے کا قرآن مجید میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

طلاق کے قرآنی احکامات:

طلاق کس طرح دی جائے۔! اس کے قرآنی احکامات ملاحظہ کیجیے۔ اللہ رب العٰلمین کا ارشاد ہے:

إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاء فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ - - الخ - -[12]

"جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینے لگو تو عدت کے شروع میں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو"

اور ارشاد فرمایا: لاَ تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلاَ يَخْرُجْنَ -- الخ - -[13]

"نہ نکالو انہیں ان کے (شوہر کے) گھروں سے (دورانِ عدت)۔"

اور فرمایا:

وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لاَ تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا- فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا۔[14]

---

[10] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، دعوت فکر و نظر تین طلاقوں کا مسئلہ، (کراچی، انجمن یار سول اللہ ٹرسٹ کراچی، 1985ء)، ص 10
Al-Azhari, Pir Muhammad Karam Shah, Dawat Fikraun Nazr, The Problem of Triple Talaq, (Karachi, Anjuman Ya Rasoolullah Trust Karachi, 1985) Pg 10

[11] الازہری، دعوت فکر و نظر تین طلاقوں کا مسئلہ، ابتدائی صفحہ 10
Al-Azhari,Dawat Fikraun Nazr, The Problem of Triple Talaq, Pg 10

[12] القرآن 65 : 1
Al-Quran 1 : 65

[13] القرآن 65 : 1
Al-Quran 1 : 65

[14] القرآن 65 : 1-2
Al-Quran 65 : 1-2

"اور یہ اللہ کی حدود ہیں، اور جو اللہ کی حدود سے آگے بڑھے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا، تمہیں معلوم نہیں ہو سکتا ہے اللہ کوئی سبیل پیدا کر دے، پھر جب وہ اپنی عدت مکمل کر لیں تو انہیں اچھی طرح رہنے دو (اپنی زوجیت میں) یا اچھی طرح رخصت کرو، اور اپنوں میں سے دو گواہی دینے والے مقرر کر لو، اللہ کے لیے صحیح گواہی دینا، یہ نصیحت کی جاتی ہے اس کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھے، اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے مخلصی کی صورت نکالے دے گا۔"

پیش کی گئیں آیات سے ثابت ہوا کہ طلاق دینے کے لیے شرط ہے کہ طہر کا خیال رکھا جائے تاکہ طہر شمار کیے جا سکیں، عورت شوہر کے گھر میں ہی عدت پوری کرے گی، یہ اللہ نے حد، نافذ کی ہے۔ چناں چہ طلاق دینے کے لیے ان شرائط پر عمل کرنا ضروری ہے، ان شرائط کی حکمت یہ ہے کہ شاید کوئی صلح کی تدبیر ہو جائے، اگر انسان ان شرائط پر عمل پیرا نہیں ہو گا تو یہ انسانیت پر ظلم ہو گا، جب عدت پوری ہو جائے تو بیوی کو گھر میں روکے رکھو بطور زوجیت کے، یعنی خواہ ایک بار طلاق دینے کے الفاظ کہہ ہوں یا تین مرتبہ یا تین ہزار مرتبہ عورت کو زوجیت میں رکھنا جائز ہے، اگر طلاق دینے کا فیصلہ نہیں بدلہ تو پھر اس کو عزت کے ساتھ رخصت کر دو اور اپنوں سے دو سچے اور دیانت دار گواہ مقرر کر لو، سچی گواہی دینا بھی انسان کے فرائض میں شامل ہے جو اللہ رب العلمین نے انسان پر مقرر کیے ہیں۔ ان احکامات پر وہی عمل کرے گا جو اللہ رب العلمین اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ طلاق (علیحدگی) کے لیے میاں بیوی کی رضامندی اور پختہ عزم کا شامل ہونا ضروری ہے۔ ایک مرتبہ طلاق کہی یا تین مرتبہ، عدت کے بعد ان تمام احکامات پر عمل کرنا طلاق کے لیے ضروری ہیں اور پوری عدت ایک طلاق شمار ہو گی، اگر اس طرح دو مرتبہ کیا یعنی دو مرتبہ عورت نے عدت گزاری تو اس صورت میں رجوع کیا جا سکتا ہے تیسری مرتبہ عدت گزارنے کے بعد رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ اللہ رب العلمین کے نزدیک میاں بیوی کا رشتہ کتنا محترم، عظیم اور پسندیدہ ہے۔ اللہ رب العلمین نے سب سے پہلے میاں بیوی کا جوڑا بنایا لیکن یہ جوڑا شیطان کو ناگوار گزرا اور شیطان میاں بیوی کا ازل سے دشمن بن گیا۔ اللہ رب العلمین تو چاہتا ہے کہ انسان اپنی زندگی اپنی زوج کے ساتھ گزارے۔ اللہ کے نزیک جوڑے کی بڑی اہمیت ہے اِس لیے اُس نے ہر شے کا جوڑا تخلیق کیا۔

طلاق کے مسائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جن عورتوں کو حیض آیا ہی نہیں یا اُن کی عمر زیادہ ہونے کے سبب انہیں حیض آنا بند ہو گیا ہو تو ایسی خواتین کے متعلق اللہ رب العلمین کا فرمان ہے:

وَاللائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهنَّ ثَلاَثَة أَشْهرٍ وَاللائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُوْلاَتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهنَّ وَمَن يَتَّقِ اللَّه يَجْعَل لَّه مِنْ أَمْرِه يُسْرًا - ذَلِكَ أَمْرُ اللَّه أَنزَلَه إِلَيْكُمْ وَمَن يَتَّقِ اللَّه يُكَفِّرْ عَنْه سَيِّئَاتِه وَيُعْظِمْ لَه أَجْرًا - أَسْكِنُوهنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلاَ تُضَارُّوهنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهنَّ وَإِن كُنَّ أُولاَتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهنَّ أُجُورَهنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَه أُخْرَى - لِيُنفِقْ ذُو سَعَة مِّن سَعَتِه وَمَن قُدِرَ عَلَيْه رِزْقُه فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاه اللَّه لاَ يُكَلِّفُ اللَّه نَفْسًا إِلاَّ مَا آتَاها سَيَجْعَلُ اللَّه بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا -[15]

"اور جو خواتین حیض سے ناامید ہو چکی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے، اور جن کو ابھی حیض نہیں آیا ان کی بھی یہی ہے، اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا، یہ اللہ کا فرمان ہے جو اس نے تم پر نازل کیا ہے، جو اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کو سیآت سے محفوظ کر کے اجرے عظیم عطا کرے گا، اور عورتوں کو ان رہائش گاہ میں رہنے دو، جہاں تم رہتے ہو، اپنی حیثیت کے مطابق، اور ان کو تنگ کرنے کے لیے مثالیں نہ دو، اور اگر حمل سے ہوں تو بچہ جننے تک ان کا خرچ دیتے رہو، پھر اگر وہ بچے کو تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو اور بچے کے بارے میں پسندیدہ طریقے سے موافقت رکھو اور اگر باہم ضد کرو گے تو بچے کو کوئی اور دودھ پلائے، وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق صرف کرنا چاہیے، اور جس کے رزق میں تنگی ہو وہ جتنا اللہ نے اسے دیا ہے اس کے مطابق خرچہ کرے، اللہ کسی کو ایذا نہیں دیتا، مگر اسی کے مطابق جو اسے دیا ہے، اللہ قلت کے بعد وسعت دے گا۔"

اور ارشاد فرمایا:

---

[15] القرآن 65 : 4 تا 7
Al-Quran 65:4 to 7

وَإِنْ عَزَمُواْ الطَّلاَقَ فَإِنَّ اللّه سَمِيعٌ عَلِيمٌ –وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوَءٍ وَلاَ يَحِلُّ لَهنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّه فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّه وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَبُعُولَتُهنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُواْ إِصْلاَحًا وَلَهنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَة وَاللّه عَزِيزٌ حَكُيمٌ – الطَّلاَقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُواْ مِمَّا آتَيْتُمُوهنَّ شَيْئًا إِلاَّ أَن يَخَافَا أَلاَّ يُقِيمَا حُدُودَ اللّه فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ يُقِيمَا حُدُودَ اللّه فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِه تِلْكَ حُدُودُ اللّه فَلاَ تَعْتَدُوها وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّه فَأُوْلَئِكَ همُ الظَّالِمُونَ– فَإِن طَلَّقَها فَلاَ تَحِلُّ لَه مِن بَعْدُ حَتَّى تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَه فَإِن طَلَّقَها فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يَتَرَاجَعَا إِن ظَنَّا أَن يُقِيمَا حُدُودَ اللّه وَتِلْكَ حُدُودُ اللّه يُبَيِّنُها لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ– وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النَّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهنَّ فَأَمْسِكُوهنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلاَ تُمْسِكُوهنَّ ضِرَارًا لَّتَعْتَدُواْ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَه وَلاَ تَتَّخِذُوَاْ آيَاتِ اللّه هزُوًا وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّه عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَة يَعِظُكُم بِه وَاتَّقُواْ اللّه وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّه بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ – وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهنَّ إِذَا تَرَاضَوْاْ بَيْنَهم بِالْمَعْرُوفِ ذَلِكَ يُوعَظُ بِه مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّه وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكُمْ أَزْكَى لَكُمْ وَأَطْهرُ وَاللّه يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ -[16]

"اور اگر طلاق کا قصد کرلیں تو خدا سنتا اور جانتا ہے، اور طلاق والی عورتیں تین طہر تک رک جائیں، ان کو حلال نہیں کہ وہ اس کو پوشیدہ رکھیں جو اللہ نے ان کے رحم میں خلق کیا ہے، وہ اگر اللہ اور آخرت پر یقین رکھتی ہیں، اگر یہ اپنی اصلاح کرلیں تو ان پر ان کے شوہر زیادہ حق دار ہیں، اور عورتوں کا حق بھی رواج کے مطابق ہے، البتہ للہ نے ان کا ایک درجہ بلند کیا ہے بیوی سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے، طلاق تو صرف دو بار ہے (یعنی دو مرتبہ عدت) یا تو معروف طریقے سے روکے رکھو یا پھر ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ رخصت کردو، یہ جائز نہیں ہے تمہارے لیے کہ جو اشیاء تم نے انہیں عطا کی ہیں واپس لو، سوائے یہ کہ ان کو شبہ ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو عورت (اس میں سے) کچھ دے دے تو دونوں پر گناہ گار نہ ہوں گے، یہ اللہ کی حدود ہیں، انہیں نہ توڑنا، اور جو لوگ اللہ کی حدود کو پامال کرتے ہیں وہی ظلم کرنے والے ہیں، پھر (دو مرتبہ عدت گزروانے کے بعد) طلاق دے تو اب اس پر حلال نہ ہو گی، اب عورت دوسرے مرد سے ہی نکاح کرے، پس اگر دوسرا شوہر بھی اس طرح طلاق دے دے تو عورت اور پہلا شوہر چاہیں تو رجوع کرسکتے ہیں، یہ گناہ نہیں، بشرطیہ کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ کی حدیں ہیں وہ ان کو ان لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو اہل علم ہیں، اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا پھر اچھے طریقے سے رخصت کردو، اور انہیں اس لیے نہ روکنا کہ انہیں تکلیف دینے لگو، پس جو ایسا کرے گا وہ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہو گا، اور اللہ کے احکامات کا مذاق نہ بناؤ، اور اللہ نے جو تم کو نعمتیں دی ہیں اور تم پر کتاب و حکمت نازل کی ہے جن سے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان جاؤ کہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے، اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان کی عدت ہو جائے تو ان کو خاوند کے ساتھ نکاح سے مت روکو جب کہ وہ معروف طریقے سے راضی ہو جائیں، اس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں یقین رکھتا ہے اللہ اور یوم آخرت پر، یہ تمارے لیے اچھا و پاکیزہ ہے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے، تمہیں اس کا علم نہیں ۔"

غیر صحیح استدلال:

جن علماء نے چند آیات سے تین طلاقیں ایک ساتھ دینے کا جواز نکالا ہے وہ درج ذیل ہیں:

(1) وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ-[17]

(2) وَإِن طَلَّقْتُمُوهنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهنَّ -[18]

[16] القرآن 2: 227تا 232

Al- Quran 2 : 227 to 232

[17] القرآن 2 : 241

Al- Quran 2 : 241

[18] القرآن 2 : 237

Al- Quran 2 : 237

(3) يَاأَيُّهاالَّذِينَ آمَنُواإِذَانَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهنَّ فَمَالَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّة تَعْتَدُّونَهافَمَتِّعُوهنَّ وَسَرِّحُوهنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۔[19]

ان کی وجہ استدلال یہ ہے کہ ان آیتوں میں طلاق کا ذکر ہے لیکن تصریح کسی میں نہیں کہ طلاقیں الگ الگ دی جائیں۔ چناں چہ ایک ساتھ دی گئی طلاقوں کا بھی یہی حکم ہے،ان کا مذکورہ استدلال درست نہیں۔در حقیقت یہ آیتیں مطلق ہیں دوسرا یہ کہ ان آیات میں ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کی تصریح بھی موجود نہیں ہے۔

عدت کا خرچہ:

جیسا کہ قرآن مجید نے عورت کے لیے لازمی رکھا ہے کہ وہ عدت اپنے شوہر کے گھر گزارے۔قرآن مجید میں بیان ہوا:

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهنَّ فَأَمْسِكُوهنَّ بِمَعْرُوفٍأَوْ فَارِقُوهنَّ بِمَعْرُوفٍ۔[20]

"پھر جب وہ اپنی عدت مکمل کرلیں تو ان کو صحیح طریقے سے رہنے دو(زوجیت میں)یا اچھی طرح رخصت کردو۔"

اور ارشاد فرمایا:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ۔[21]

"طلاق تو صرف دو بار ہے(یعنی دو مرتبہ عدت)یا تو معروف طریقے سے روکے رکھو یا پھر ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ رخصت کردو۔"

اور ارشاد فرمایا:

أَسْكِنُوهنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ۔[22]

"اور عورتوں کو ان رہائش گاہ میں رہنے دو، جہاں تم (اُن کے شوہروں)رہتے ہو،اپنی حیثیت کے مطابق۔"

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ جب ایک آدمی کا کسی عورت سے نکاح ہو جاتا ہے تو ان کی جدائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا،اللہ رب العلمین نے طلاق کے معاملے میں ایسی شرائط رکھی ہیں جن کی باعث زوجین کو اتنا لمبا عرصے مل جاتا ہے جس میں وہ متعدد بار علیحدگی کے بارے میں غور وفکر کر سکتے ہیں،اور ان کا ارادہ تبدیل بھی ہو سکتا ہے،اللہ رب العلمین بھی یہی چاہتا ہے کہ کسی جوڑے کے درمیان جدائی نہ ہونے پائے۔نیز میاں بیوی کی ناچاقی کی صورت میں جو صلح کی آخری کوشش کی جاتی ہے وہ یہ کہ چار افراد صلح کے لیے دو آدمی شوہر(مرد)کی جانب سے اور دو عورت(بیوی)کی جانب سے مقرر کیے جاتے ہیں۔اللہ رب العلمین نے ان لوگوں کے بارے میں میاں بیوی کو خبر دار کر دیا ہے کہ اگر وہ گواہ یا صلح کرانے والے چاہیں گے تو صلح ہو جائے گی ورنہ گھر تباہ و برباد ہو جائے گا۔چناں چہ میاں بیوی کو ایسے حالات پیدا نہیں کرنے چاہیے کہ کوئی دوسرا ان کے مستقبل کا فیصلہ کرنے لگے۔قرآن مجید کے مطابق عقد اور علیحدگی کے فیصلے کا اختیار صرف اور صرف مرد و عورت یعنی میاں بیوی کو ہی حاصل ہے۔حقیقت میں تو میاں بیوی کی علیحدگی یعنی جسے طلاق(علیحدگی کرنے کا عمل)کہتے ہیں بری چیز

---

[19] القرآن 33:49

Al- Quran 33:49

[20] القرآن 65 : 2

Al- Quran 65 :2

[21] القرآن 2: 239

Al- Quran 2 :239

[22] القرآن 65:6

Al- Quran 65:6

ہے۔اللہ رب العلمین کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ حلال چیزوں میں سے ایک چیز طلاق ہے، طلاق دلوانا شیطان کا محبوب مشغلہ ہے، شیطان تو ہے ہی ازسے میاں بیوی کا دشمن ہے۔اس کی یہ دشمنی ازل ہی سے چلی آرہی ہے۔اس رشتے ناتے سے جو شخص میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کا سبب بنتا ہے وہ شیطان کا بھائی ہے۔

اگر ہم نکاح کے لغوی معنٰی پر غور و فکر کریں تو ہم اس نتیجے پر باآسانی پہنچ جائیں گے کہ طلاق (علیحدگی) ہوتی ہی نہیں۔۔۔ طلاق (علیحدگی) ہو ہی نہیں سکتی۔۔ ۔اللہ کے نبیوں نے طلاق نہیں دی۔ محترم آسیہ یا کسی اور صدیقہ وصالحہ نے اپنے شوہروں سے طلاق (علیحدگی) نہیں لی۔ ہمیں چاہیے کہ قرآن مجید کی اتنی واضح تعلیمات کے ہوتے ہوئے ہمیں اِدھر اُدھر کا رخ نہ کریں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)